اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی

شاعری اور عشقِ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم

24-October-2019

ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں ہونے والا

سنتوں بھرا بیان

(For Islamic Sisters)

ہر مُبلغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

دُرُوْدِ پاک کی فضیلت

حضورِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمانِ عالیشان ہے: **اللہ پاک کی خاطر آپس میں محبّت رکھنے والے جب باہم (یعنی آپس میں) ملیں اور مُصافحہ کریں (یعنی ہاتھ ملائیں) اور نبی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر دُرُودِ پاک بھیجیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔**

(مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، ۳/۹۵، حدیث: ۲۹۵۱)

کعبے کے بدرُ الدُّجیٰ تم پہ کروروں دُرُود طیبہ کے شمسُ الضُّحیٰ تم پہ کروروں دُرُود

(حدائقِ بخشش، ص۲۶۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حُصولِ ثَواب کی خاطِر بیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کرلیتی ہیں۔ فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم "نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ" مُسلمان کی نیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔[1]

مسئلہ: نیک اور جائز کام میں جتنی اَچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

---

[1] ... معجم کبیر، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کئے خُوب کان لگا کر بَیان سُنوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِیْن کی تَعْظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دوزانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کے لئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہَ، تُوبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلام و مُصَافَحہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آج صفر المظفر کی پچیسویں شب ہے اور پچیس صفر المظفر کو اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، پروانۂ شمعِ رسالت، مُجدّدِ دین وملت، باعثِ خیر وبرکت، امامِ عشق ومحبت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا عُرس منایا جاتا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اپنے وقت کے بہت بڑے عاشقِ رسول تھے۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی پوری زندگی عشقِ رسول سے معمور تھی۔ آپ گفتگو فرماتے تو الفاظ کی صورت میں عشقِ رسول کے جام پلاتے، آپ قلم اٹھاتے تو تحریر کی صورت میں عشقِ رسول کا فروغ کرتے نظر آتے، آپ کی زندگی کا ایک ایک پل عشقِ رسول کے جام پلانے میں صرف ہوا ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی شاعری آپ کے عشقِ رسول کا صحیح پتہ دیتی ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی لکھی ہوئی ایک ایک نعت فنِ شاعری میں بھی درجۂ کمال پر ہے اور عشقِ رسول کی نئی نئی

جہتوں سے بھی آگاہ کرتی ہے۔ جس طرح اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے جسم کا رُواں رُواں سرکارِ دوعالم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی محبت سے لبریز تھا اسی طرح آپ کی نعتیہ شاعری کا ہر ہر لفظ عشقِ رسول میں ڈوبا نظر آتا ہے۔ آپ کا عشقِ رسول اس درجہ کمال پر تھا کہ آج سو سال گزرنے کے باوجود بھی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے لکھے ہوئے اشعار جہاں پڑھے جائیں سننے والے اپنے دلوں میں عشقِ رسول کی تڑپ کو مزید بڑھتا ہوا محسوس کرتے ہیں۔ ان کے دل جھوم اٹھتے ہیں اور بلا اختیار زبان سے سُبْحَانَ اللہ سُبْحَانَ اللہ کی صدائیں نکلتی نظر آتی ہیں۔ آج کے بیان کا موضوع بھی یہی ہے یعنی **"اعلیٰ حضرت کی شاعری اور عشقِ رسول"** اللہ کرے کہ ہم پورا بیان توجہ کے ساتھ سننے کی سعادت حاصل کرلیں۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب!　　　صَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّد

آیئے پہلے ایک حکایت سنتے ہیں:

مالداروں کی چاپلوسی کیوں کروں؟

ایک مرتبہ رِیاست نان پارہ (ضِلع بہرائچ یو پی ہند) کے نواب کی مدح میں شعرا نے قصائد لکھے۔ سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ماہر اور عظیم شعرا میں سے تھے لہٰذا آپ سے بھی کچھ لوگوں نے گزارِش کی کہ نواب صاحب کی تعریف میں کوئی قصیدہ لکھ دیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے نواب صاحب کی تعریف میں کوئی قصیدہ تو نہ لکھا البتہ اس گزارش کے جواب میں پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شان میں آپ نے ایک نعت شریف کہی جس کا مَطْلَع یعنی پہلا شعر یوں ہے:

وہ کمالِ حُسنِ حُضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دُور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

(حدائقِ بخشش، ص۱۰۷)

یعنی سرکارِ دوعالم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حسن و جمال کا کمال یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کی کمی ہونا تو دور کی بات ہے کسی کمی کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا۔

دوسرے مصرعے کا مطلب ہے کہ عموماً پھول کے ساتھ کانٹا ہوتا ہے، شمع کے ساتھ دھواں ہوتا ہے، لیکن آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام باغِ رسالت کے ایسے پھول ہیں جس میں کوئی کانٹا نہیں ہے اور آپ ایسی شمع ہیں جس میں کوئی دھواں نہیں ہے۔

اس کلام کے مَقْطَع یعنی آخری شعر میں ریاست نان پارہ کے نواب صاحب کی تعریف میں قصیدہ نہ لکھنے کی نفیس اور عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی وجہ اس طرح بیان فرمائی کہ

کروں مدحِ اہلِ دُوَل رضا پڑے اس بلا میں مِری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مِرا دین پارۂ ناں نہیں

(حدائقِ بخشش، ص۱۰۹)

یعنی اے رضا کیا میں دولت مندوں، دنیا کے نوابوں اور حکمرانوں کی تعریف و خوشامد کروں؟ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ مالداروں کی خوشامد کرنا ایک بلا (مصیبت) ہے اور اس بلا میں مری بلا ہی پڑے۔ (یعنی مجھ سے تو ایسا ہو ہی نہیں سکتا) جبکہ دوسرے مصرعہ میں فرماتے ہیں کہ میں تو اپنے رسولِ کریم، محبوبِ عظیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دَربارِ دُربار کا بھکاری ہوں، میرا دِین "روٹی کا ٹکڑا" نہیں کہ جدھر "مال" دیکھا اُدھر لُڑھک گئے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۳۰۰ماخوذاً) اللہ پاک ہمیں بھی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ جیسی خود داری نصیب فرمائے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

خوشامد سے بچیں

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ حکایت سے معلوم ہوا! اللہ والے دنیا والوں کی خُوشامد وچاپلوسی نہیں کرتے، کیونکہ دولت مندوں کی خُوشامد تو وہ کرے، جسے دُنیا کی ذلیل دَولت پانے کا لالَچ ہو، جبکہ اللہ والے تو قَناعت کی قیمتی دولت سے مالامال ہوتے ہیں، اللہ والوں کی نظر دولتمندوں کے فانی مال پر نہیں بلکہ اللہ والوں کو رَحمتِ الٰہی پر بھروسا ہوتا ہے، اللہ والوں کے دل محبت الٰہی اور محبت رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سرشار ہوا کرتے ہیں۔ یاد رکھئے! مالداروں کی چاپلوسی کرنا، ان کی خوشامد کرنا شرعاً سخت ممنوع اور دین کے لئے نقصان دہ ہے۔ آیئے خوشامد کی مذمت سے متعلق 2 احادیث سنتے ہیں:

(1) **ارشاد فرمایا:** جب کسی نے قرآن پڑھا اور تَفَقُّہ فِی الدّین حاصِل کیا (یعنی عالم بنا) پھر بادشاہ کے دروازے پر اُس کی چاپلُوسی کی اور (اُس کے) مال کے لالچ میں آیا تو وہ بادشاہ کے گناہوں کے برابر دوزخ کی آگ میں گھسا۔ (مسند الفردوس، ۲۸۹/۱، حدیث: ۱۱۳۴)

(2) **ارشاد فرمایا:** مسلمان خوشامدی نہیں ہوتا۔ (شعب الایمان، باب في حفظ اللسان، ۲۲۴/۴، حدیث: ۴۸۶۳)

پیاری پیاری اسلامی بہنو! معلوم ہوا کہ مال دار اسلامی بہنوں سے ایسا تعلق رکھنا جس میں دین اور خودداری پر سمجھوتہ کرنا پڑے یہ اچھا نہیں ہے۔ البتہ نیکی کی دعوت دینے کے لیے ان کے پاس ضرور جانا چاہیے۔ اللہ پاک اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

عشق اور محبّت کسے کہتے ہیں؟

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی شاعری اور ان کے عشقِ رسول سے متعلق سن رہی تھیں۔ عشق کہتے کسے ہیں؟ محبت ہوتی کیا ہے، حُجَّۃُ الاسلام حضرتِ امام محمد بن محمد غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مَحَبَّت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **طبیعت کا کسی لذیذ شے کی طرف مائل ہوجانا "مَحَبَّت" کہلاتا ہے۔ اور جب یہ میلان قوی اور پختہ (یعنی بہت مضبوط اور شدید) ہوجائے تو اسے "عشق" کہتے ہیں۔**(احیاء العلوم،کتاب المحبة والشوق...الخ،بیان حقیقة المحبة...الخ،۶/۵)

عشقِ رسول کیا ہے؟

پیاری پیاری اسلامی بہنو! امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فرمان کا خلاصہ یہ ہوا کہ کسی پسندیدہ چیز کی طرف تَعَلُّق قائم ہو جانا مَحَبَّت کہلاتا ہے اور جب وہی تعلق شدت اختیار کرجائے تو اسے عشق کہتے ہیں۔

عشقِ رسول کے تقاضے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہمیں بھی اللہ پاک اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت و عشق ہے۔ آیئے! سنتی ہیں محبت و عشق کا تقاضا اور علامت کیا ہے؟ چنانچہ علمائے کرام فرماتے ہیں: **اللہ پاک اور اس کے رسول، بی بی آمنہ کے پھول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مَحَبَّت و عشق کا تقاضا و علامت یہ ہے کہ ان کی اطاعت و فرمانبرداری والے کام کئے جائیں۔** حضرتِ سہل بن عبدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ کریم سے مَحَبَّت کی علامت قرآن سے مَحَبَّت کرنا ہے اور قرآن سے مَحَبَّت کی علامت نبیِّ ذیشان، رسولِ رحمٰن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مَحَبَّت کرنا ہے اور سرورِ دوجہاں، مکینِ لامکاں صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مَحَبَّت کی علامت ان کی سنت سے مَحَبَّت کرنا ہے اور ان سب سے مَحَبَّت کی علامت یہ ہے کہ آخرت سے مَحَبَّت کی**

جائے اور آخرت سے مَحبَّت کی علامت یہ ہے کہ ضرورت کے علاوہ دنیا سے بُغض رکھا جائے۔(تفسیر قرطبي، پ۳،آل عمران، تحت الآية: ۲، ۳۱/۴۷ ملتقطاً)

سلامِ رضا کی گونج

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اے کاش کہ ہمیں بھی عشقِ حقیقی میں جینا مرنا نصیب ہو جائے۔اس میں شک نہیں کہ جب کسی کو کسی سے محبت اور عشق ہو جائے تو عاشق اپنے قلبی جذبات کا اِظہار اور محبوب کی تعریف و توصیف بیان کرنے کے لئے بسا اَوقات اَشعار کا سہارا لیتا ہے، کیونکہ اَشعار کے ذریعے اپنے دِلی جذبات بہت اچھے انداز میں بیان کئے جاسکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے بھی عشقِ مصطفےٰ کے اِظہار کے لئے نعتیہ شاعری کا راستہ اِختیار فرمایا۔ اعلیٰ حضرت رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کا نعتیہ کلام بنام "**حدائقِ بخشش**"نعتیہ شاعری کا ایک عظیم مجموعہ ہے۔ اعلیٰ حضرت رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی نوکِ قلم سے تحریر کیا گیا ایک ایک شعر شریعت کے عین مُطابق ہے۔یوں تو آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے اِس مجموعے کے تقریباً کئی کلاموں کو زبردست شُہرت حاصِل رہی، مگر بِالخُصُوص سلامِ رضا(یعنی مُصْطَفٰی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام، شَمْعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام) کو اللہ پاک نے جو عُروج و مرتبہ بخشا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔یہی وجہ ہے کہ "**حدائق بخشش**" اور "**سلامِ رضا**" کی خُوبیوں پر مختلف اِعتِبار سے کُتُب و رَسائل تَصنِیف کئے جانے کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔بچّے بُوڑھے جوان اور مرد و عورت سبھی جن کے دل عشقِ رسول سے معمور ہیں وہ اس سلام کو عِشقِ رسول میں جُھوم جُھوم کر پڑھتے ہیں اور اُن پر ایک عجیب رِقّت طاری ہو جاتی ہے۔

اعلیٰ حضرت رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے اس سلام میں آقا و مولیٰ، جنابِ احمدِ مجتبیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دیگر فضائل و کمالات کے ساتھ ساتھ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مختلف اَعضائے مُبارکہ کی شان و شوکت

بھی بہت عُمدہ انداز میں بیان فرمائی ہے۔ جیسے دھوپ اور چاندنی میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے جسمِ اقدس کا سایہ نہیں تھا، آپ کے تاجِ نُبُوّت کی یہ شان تھی کہ بڑے بڑے سردار بھی بارگاہِ رسالت میں سر جھکاتے، آپ کے کان مبارک ایسے کہ مِیلوں دُور کی آواز بھی سن لیا کرتے، چشمانِ مبارک حَیا سے جھکی رہتیں، مُبارک زبان ایسی کہ جو کہہ دیا ہو کر رہا، آپ کی حکومت دونوں جہانوں میں نافذ ہے، آپ کی بارگاہ میں کوئی غمزدہ یا پریشان حال حاضر ہوتا تو چہرۂ انور کی مسکراہٹ کو دیکھ کر سب غم بھول جاتا، آپ کے مبارک گلے سے دودھ اور شہد جیسی میٹھی خوبصورت آواز نکلتی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی سادگی و قناعت کا یہ عالَم تھا کہ مالکِ کائنات ہونے کے باوجود انتہائی سادہ غذا تناول فرماتے۔ آیئے! اس ضمن میں سلامِ رضا کے چند اَشْعار سُنئے:

قَدِّ بے سایہ کے سایۂ مَرحمت ظِلِّ مَمدُودِ رافت پہ لاکھوں سلام
جس کے آگے سرِ سَروَراں خَم رہیں اُس سرِ تاجِ رِفعت پہ لاکھوں سلام
لَیْلَۃُ الْقَدْر میں مَطْلَعِ الْفَجْر حق مانگ کی اِستقامت پہ لاکھوں سلام
دُور و نزدیک کے سُننے والے وہ کان کانِ لَعلِ کَرامت پہ لاکھوں سلام
جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جُھکی اُن بھَووں کی لَطافت پہ لاکھوں سلام
نیچی آنکھوں کی شَرم و حَیا پر دُرود اُونچی بِینی کی رِفعت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جس کو سب کُن کی کُنجی کہیں اُس کی نافِذ حُکومت پہ لاکھوں سلام
جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں اُس تَبَسُّم کی عادت پہ لاکھوں سلام
جس میں نہریں ہیں شِیْر و شَکَر کی رَواں اُس گلے کی نَضارَت پہ لاکھوں سلام
حَجَرِ اَسْوَدِ کعبۂ جان و دل یعنی مُہرِ نُبوّت پہ لاکھوں سلام

کُل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غِذا   اس شِکَم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش، ص۲۹۹ تا ۳۰۴ ملتقطا)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی سیرت، آپ کے فتاویٰ، ملفوظات اور آپ کی نعتیہ شاعری کو پڑھ یا سُن کر یہی سمجھ میں آتا ہے کہ عِشْقِ رسول آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی نَس نَس میں سَمایا ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے عُمر بھر محبوبِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعریف و تَوصِیف بیان کی، حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ سَتُودہ صفات (یعنی جس میں قابلِ تعریف خوبیاں ہوں) پر اِعتراضات کرنے والوں کو منہ توڑ جوابات دیئے اور قرآنِ پاک کے ترجمے میں بھی شانِ رسالت کا خاص خیال رکھا۔ یوں سمجھئے کہ عِشْقِ مُصطفےٰ کی شمع لوگوں کے دل میں روشن کرنا، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا بُنیادی مقصد تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے نَعتیہ دیوان **"حدائقِ بخشش شریف"** کا ہر ہر شعر بھی عِشْقِ رسول کی عکّاسی کرتا نظر آتا ہے۔

مناظرِ کائنات اور حدائقِ بخشش

اگر ہم غور کریں تو سمجھ آئے گا کہ یہ کائنات حسین مناظر سے بھری ہوئی ہے، ان مناظر اور نظاروں کو ہر کوئی اپنے نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے، سائنسدان انہیں اپنی سائنس کی روشنی میں دیکھتا ہے، جغرافیہ دان انہیں اپنے علم کی روشنی میں دیکھتا ہے، کمسٹری والا انہیں علمِ کمسٹری کی نگاہ سے دیکھتا ہے جبکہ سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ چونکہ پکے عاشقِ رسول تھے اس لیے آپ ان تمام مناظر کو عشقِ رسول کی نگاہ سے دیکھتے اور ذہن میں آنے والے خیالات کو نعتیہ شاعری کی صورت میں بیان بھی فرماتے۔ آپ کے نعتیہ کلام حدائقِ بخشش میں کئی مناظرِ قدرت کو عشقِ رسول میں ڈوب کر اسی عشقی

رنگ میں سمجھایا گیا ہے۔ ان مناظر میں سے ایک سورج بھی ہے۔ یہی سورج ہے جو تمام جہاں کو اپنے نور سے روشن کر رہا ہے، یہی سورج ہے جو ہزاروں سال سے دنیا کو جگمگا رہا ہے مگر اس کا نور کم نہیں ہو رہا۔ یہی سورج ہے جو ہر روز آکر نور کی خیرات بانٹنا شروع کر دیتا ہے۔ یہی سورج ہے کہ جس کے آنے جانے سے دنیا کا نظام چل رہا ہے، اس سورج کو کائنات کے مناظر میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی عشق کی کتاب میں اس سورج کی حقیقت کیا ہے، جب سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جود و سخاوت کی بات چل رہی تھی تو فرماتے ہیں:

جس کو قُرصِ مہر سمجھا ہے جہاں اے مُنْعِمُو!

اُن کے خوانِ جُود سے ہے ایک نانِ سوختہ

(حدائقِ بخشش، ص۱۳۶)

یعنی اے تاجدارو! اے بادشاہو! سارا جہاں جسے سورج کی ٹکیا کہتا ہے، لوگ جسے آفتاب کہہ کر پکارتے ہیں، سورج کا نام جسے دیا جاتا ہے، یہی سورج اور یہی آفتاب جانِ عالم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستر خوان کی جلی ہوئی روٹی ہے، ذرا سوچو کہ جس کریم آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستر خوان کی جلی ہوئی روٹی سے کائنات کا گزارہ ہو رہا ہے تو ان کے دستر خوان کی وہ روٹیاں جو جلن سے محفوظ ہیں ان کا کیا حال ہو گا۔ اور جس محبوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی جلی ہوئی روٹی کی طرف دیکھنے سے آنکھیں چُندھیا جاتی ہیں اس کے اپنے چہرۂ مبارک کے انوار کا عالَم کیا ہو گا؟ کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

قدموں میں جبیں کو رہنے دو — چہرے کا تصوّر مشکل ہے

جب چاند سے بڑھ کر ایڑی ہے — تو رُخسار کا عالَم کیا ہو گا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

چاند اور تخیُّلاتِ رضا

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم اعلیٰ حضرت کی شاعری اور عشقِ رسول سے مُتَعَلِّق سن رہی تھیں۔ چاند کا ذکر شعر و شاعری میں جگہ جگہ ملتا ہے۔ محبوب کے حُسن کو، محبوب کی خوبصورتی کو، محبوب کی دلکشی کو اور محبوب کی رنگت کو چاند سے تشبیہ دینا اردو شاعری میں بہت عام ہے۔ مگر جس طرح سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے چاند کو نعتِ محبوب کے لیے استعمال کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آیئے! اس کی چند مثالیں سنتی ہیں:

(1) عموماً شاعر حضرات چاند کے حُسن کی تو بات کرتے ہیں مگر اس کے دَھبوں کو نظر انداز کر جاتے ہیں، سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے عشق کے رنگ میں بتایا کہ چاند پر دَھبے کیوں ہیں؟ چنانچہ فرماتے ہیں:

برقِ اَنگُشتِ نبی چمکی تھی اُس پر ایک بار
آج تک ہے سِینۂ مہ میں نشانِ سوختہ

(حدائقِ بخشش، ص۱۳۶)

یعنی سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک ہاتھ کی نورانی انگلی ایک مرتبہ چمک کر چاند پر پڑی مگر آج تک چاند کے سینے میں جلن کا نشان موجود ہے۔

(2) پھر ایک اور شعر میں چاند کو یہ داغ مٹانے کا طریقہ بھی بتاتے نظر آتے ہیں، چنانچہ معراج شریف کے بیان میں فرماتے ہیں:

سِتَم کِیا کیسی مَت کٹی تھی قمر! وہ خاک اُن کے رہ گُزر کی
اُٹھا نہ لایا کہ مَلتے مَلتے یہ داغ سب دیکھتا مٹے تھے

(حدائقِ بخشش، ص۲۳۲)

یعنی اے چاند تمہاری عقل کو کیا ہوا کہ اتنا بڑا ستم کر بیٹھے، جب معراج کی رات آقا کریم، رسولِ عظیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم آسمانوں کی سیر کے لیے تشریف لائے تھے تو ان کے رہ گزر کی خاک لے جاتے اور اپنے داغوں پر ملتے رہتے۔ تمہارا اس خاک کو ملنا تھا کہ تمہارے سارے داغ ختم ہو جاتے۔

(3)ایک اور جگہ سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اس چاند کو رسولِ اکرم، نورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کے بچپنے کا کھلونا قرار دیتے ہیں۔ جس میں اس حدیثِ پاک کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت عبّاس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی علاماتِ نُبُوَّت نے دِینِ اِسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم گہوارے (پنگھوڑے) میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی اُنگلی سے جس طرف اشارہ فرماتے، چاند اُسی طرف جُھک جاتا۔ (جمع الجوامع، ۲۱۲/۳، حدیث: ۸۳۶۱) اسی لیے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:

چاند جھک جاتا جِدھر اُنگلی اٹھاتے مَہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

(حدائقِ بخشش، ص۲۴۹)

(4)ان سب کے باوجود ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

ماہِ مَدینہ اپنی تَجلّی عطا کرے!

یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دو پہر کی ہے

(حدائقِ بخشش، ص۲۰۲)

یعنی ایک آسمانوں کا چاند ہے اور ایک مدینے کا چاند ہے۔ آسمانوں کا چاند بھی روشنی بکھیرتا ہے مدینے کا چاند بھی نور کی خیرات بانٹتا ہے، آسمانوں کا چاند جو روشنی دیتا ہے وہ ایک دو پہر تک کے لیے ہوتی ہے جبکہ مدینے کا چاند اگر نور کی جھلک بھی عطا فرمادے تو دنیا و آخرت دونوں روشن ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے ایک اور مقام پر نور کی خیرات لینے کے لیے عرض کرتے ہیں:

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مِرا دِل بھی چمکا دے چمکانے والے

(حدائقِ بخشش، ص۱۵۸)

چودھویں کا چاند اور طیبہ کا چاند

(5) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ چاند سورج تو آقا کریم، رسولِ عظیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رُخِ روشن کے سامنے کچھ بھی نہیں، چنانچہ اِرْشاد فرماتے ہیں:

خُورشید تھا کِس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رُخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(حدائقِ بخشش، ص۱۱۰)

یعنی عین دوپہر کے وقت سورج اپنے عروج پر ہو، پھر رات ہو جائے اور چاند اپنے جوبن پر آجائے، ایسے میں جانِ عالَم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا رُخِ انور پردے سے باہر آئے تو سورج بھی شرما جائے گا، چاند بھی آنکھیں چُرائے گا اور منہ چھپائے گا کیونکہ جیسے میرے سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی۔ اس میں اس

حدیثِ پاک کی طرف ارشارہ بھی ہے کہ حضرت جابر بن سَمُرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو چاندنی رات میں سُرخ (دھاری دار) حُلّہ پہنے ہوئے دیکھا، میں کبھی چاند کی طرف دیکھتا اور کبھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے چہرۂ انور کو دیکھتا، تو مجھے آپ کا چہرہ چاند سے بھی زِیادہ خُوبصورت نظر آتا تھا۔

(ترمذی، کتاب الأدب، باب ماجاء فی الرخصة فی لبس۔۔۔الخ، ۳۷۰/۴، حدیث: ۲۸۲۰)

حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس حدیثِ پاک کی شرح میں جو کچھ لکھا ہے اس میں سے چند مدنی پھول سنتے ہیں: ☆ صحابۂ کِرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی نگاہیں حقیقت بین نگاہیں تھیں، (یعنی حقیقت دیکھنے والی تھیں)۔ ☆ کئی وجوہات کی بنا پر نبیِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا چہرہ چاند سے بھی زیادہ حسین ہے۔ ☆ چاند صرف رات میں چمکتا ہے چہرۂ مصطفےٰ دن رات چمکتا ہے۔ ☆ چاند صرف تین رات (آب وتاب سے) چمکتا ہے چہرۂ مصطفےٰ ہمیشہ ہر دن اور ہر رات چمکتا ہے۔ ☆ چاند جسموں پر چمکتا ہے چہرۂ مصطفےٰ جسموں کے ساتھ دلوں پر بھی چمکتا ہے۔ ☆ چاند صرف ابدان (جسموں) کو نور دیتا ہے جبکہ چہرۂ مصطفےٰ اِیمان کو نور دیتا ہے۔ ☆ چاند گھٹتا ہے پھر بڑھتا ہے جبکہ چہرۂ مصطفےٰ گھٹنے سے محفوظ ہے۔ ☆ چاند کو گِرہن لگتا ہے جبکہ چہرۂ مصطفےٰ کبھی نہ گہے۔ ☆ چاند سے عالَمِ اَجسام کا نظام قائم ہے، جبکہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے عالَمِ ایمان کا نظام قائم ہے۔ (مرآۃ المناجیح، ۶۰/۸ ملخصاً)

آسماں کے چاند میں تو پھیکا پھیکا نور ہے	آگیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے
صبحِ میلادُ النّبی ہے کیا سُہانا نور ہے	آگیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے
آنکھ والو آؤ دیکھو ماہِ طیبہ کی ضیا	آسماں کے چاند میں تو پھیکا پھیکا نور ہے
تُو نہ ہوتا تو نہ ہوتا دو جہاں کا انتظام	تُو زمیں کا نور ہے تُو آسماں کا نور ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے عشق سے متعلق سن رہی تھیں۔ اور ابھی ہم نے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے عشقِ نبی پر مبنی چاند سے متعلق کچھ اشعار اور ان کی وضاحت سنی، حدائقِ بخشش میں ایسے ہی کئی اشعار جا بجا اپنی خوشبوئیں بکھیر رہے ہیں، آپ کی لکھی ہوئی نعتوں کو پڑھتی جائیں سنتی جائیں لفظ لفظ سے عشق و محبت کا چشمہ پھوٹتا نظر آتا ہے۔ آپ کی لکھی ہوئی بعض نعتیں عالَمِ اسلام کے بچے بچے کی زبان پر ہیں، جسے دیکھیے ہر ایک یہی کہتا نظر آتا ہے:

سب سے اَولیٰ و اَعلیٰ ہمارا نبی   سب سے بالا و وَالا ہمارا نبی
اپنے مولیٰ کا پیارا ہَمارا نبی   دونوں عالَم کا دُولہا ہمارا نبی
خَلق سے اَولیا، اَولیا سے رُسُل   اور رَسولوں سے اَعلیٰ ہمارا نبی
بُجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں   شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے   دینے والا ہے سچا ہمارا نبی
غمزدوں کو رضاؔ مژدہ دیجے کہ ہے   بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی

(حدائقِ بخشش، ص۱۳۸تا۱۴۰)

اعلیٰ حضرت کا عِشقِ رسول

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی شاعری اور عشقِ رسول کے بارے میں سن رہی تھیں، اس میں شک نہیں کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے شاعری میں جو مقام پایا ہے اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ یقیناً یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے لکھے ہوئے کلاموں کو بارگاہِ مصطفٰے میں بھی قبولیت حاصل تھی۔ آیئے اسی طرح کا ایک واقعہ سنتی ہیں، چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان

رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ دُوسری بار حج کے لئے حاضِر ہوئے تو مدینۂ منوَّرہ میں نبیِ رَحمت، شَفیعِ اُمّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زِیارت کی آرزو لئے روضۂ اَطہر کے سامنے دیر تک صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہے، مگر پہلی رات قسمت میں یہ سَعادت نہ تھی۔ اِس موقع پر وہ معروف نعتیہ غَزل لکھی، جس کے مَطْلَع (یعنی پہلے شعر) میں دامنِ رحمت سے وابستگی کی اُمّید دِکھائی ہے:

وہ سُوئے لالہ زار پھرتے ہیں   تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

(حدائقِ بخشش، ص۹۹)

شعر کی وضاحت: اے بہار جُھوم جا کہ تجھ پر بہاروں کی بہار آنے والی ہے۔ وہ دیکھ! مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ سُوئے لالہ زار یعنی جانِب گُلزار تشریف لارہے ہیں۔

مَقْطَع (یعنی آخری شعر جس میں شاعر کا تَخلُّص آتا ہے) میں بارگاہِ رسالت میں اپنی عاجِزی اور بے مائِگی (بے۔ما۔یہ۔گی یعنی مسکینی) کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے کہ،

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ

تجھ سے شَیدا ہزار پھرتے ہیں

(حدائقِ بخشش، ص۱۰۰)

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مِصْرَعِ ثانی (دوسرے مِصْرَع) میں بطورِ عاجزی اپنے لئے "کُتّے" کا لفظ اِستعمال فرمایا ہے، مگر اَدَباً یہاں "شَیدا" لکھ دِیا ہے (جس کا مطلب ہے عاشق)۔

شعر کی وضاحت: اِس مَقْطَع میں عاشِقِ ماہِ رِسالت، سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کمال انکساری کا اِظہار کرتے ہوئے اپنے آپ سے فرماتے ہیں: اے احمد رضا! تُو کیا اور تیری حقیقت کیا! تجھ جیسے تو ہزاروں سگانِ مدینہ (یعنی مدینے کے کُتّے) گلیوں میں دیوانہ وار پھر رہے ہیں۔

یہ غزل عَرض کرکے دِیدار کے اِنتظار میں مُؤدَّب (یعنی باادب) بیٹھے ہوئے تھے کہ قسمت انگڑائی لیکر جاگ اُٹھی اور چشمانِ سر (یعنی سر کی آنکھوں) سے بیداری میں زیارتِ محبوبِ باری سے مُشرَّف ہوئے۔[1]

یاالٰہی! کردے پوری ازپئے غوث و رضا
آرزوئے دیدِ سرورِ بیکس و مجبور کی

(وسائلِ بخشش، ص۹۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے عِشْقِ رسول کو اپنی زندگی کا سرمایہ اور ذِکرِ رسول کو گویا اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا، ساری عُمر اپنے محبوب آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شانِ عظمت میں نعتیں لکھ لکھ کر لوگوں کو عِشْقِ رسول میں گرماتے رہے اور اُن کے دِل میں عِشْقِ حبیب کے دِیے جلاتے رہے، نیز اپنی زبان و قلم کے ذریعے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عزّت و نامُوس کی حفاظت کرتے رہے، چونکہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ عاشِقِ صادِق تھے، لہٰذا دِیارِ حبیب کی حاضری کا شوق سینے میں موجیں مارتا رہا اور جب آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو اپنے کریم آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دربار میں حاضری کی سعادت ملی تو پیارے آقا، مکی مدنی مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شانِ عظمت میں دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے اور عِشْقِ مُصْطَفٰے میں ڈُوبے ہوئے اَشعار اُس پاک بارگاہ میں پیش کردیئے۔ رِقّت و سوز سے بھرپور اَشْعار کو درجۂ قبولیّت حاصل ہوا، غیب دان آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی رحمت کو جوش آیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے دِیدار کا شربت پلا کر گویا اعلیٰ حضرت کے عاشِقِ صادق ہونے پر اپنی مُہر لگادی۔

---

1 . . . تذکرۂ امام احمد رضا، ص۱۱ تا ۱۲ ملخصاً

جو ہے اللہ کا ولی بے شک
عاشقِ صادقِ نبی بے شک
غوثِ اعظم کا جو ہے متوالا
واہ کیا بات اعلیٰ حضرت کی
جو ہے اللہ کا ولی بے شک

(وسائلِ بخشش مرمّم، ص۵۷۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ماہِ ربیع الاول کی آمد آمد ہے، اللہ نے چاہا تو عنقریب ہم اس مبارک مہینے کی برکتیں پائیں گی۔ آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے اجتماع میں اپنے ساتھ مدنی پرچم بھی لائیے گا اور آنے والے مبارک مہینے کی برکتیں پانے کے لیے خوب خوب تقسیمِ رسائل میں بھی حصہ لیجئے۔ اللہ پاک آپ کو برکتیں عطا فرمائیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے نام رکھنے کے چند نکات بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہوں۔

نام رکھنے کے چند نکات

پہلے 2 فرامینِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ کیجئے: (1) ارشاد فرمایا: **قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے آباء کے ناموں سے پکارے جاؤ گے، لہٰذا اپنے اچھے نام رکھا کرو۔** (ابو داود، کتاب الادب باب فی تغییر الاسماء، ۴/۳۷۴، حدیث:۴۹۴۸) (2) ارشاد فرمایا: **انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ناموں پر نام رکھو۔** (ابو داود، کتاب الادب

باب فی تغییر الاسماء، ۴/۳۷۴، حدیث: ۴۹۵۰)☆ بچے کی کنیت رکھنا جائز ہے اور حصولِ برکت کے لئے بزرگوں کی نسبت سے کنیت رکھنا بہتر ہے مثلاً ابو تُراب (یہ حضرت علیُّ المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی کنیت ہے) وغیرہ (بہارِ شریعت، ۳/۲۱۳) ☆ عبد المصطفٰے، عبد النبی اور عبد الرسول نام رکھنا بالکل جائز ہے کہ اس سے شرفِ نسبت مقصود ہے۔ عبد کے دو معانی ہیں، بندہ اور غلام، اس لئے یہ نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ غلام محمد، غلام صدیق، غلام فاروق، غلام علی، غلام حسین وغیرہ نام رکھنا جن میں غلام کی نسبت انبیاء وصالحین کی طرف کی گئی ہو، بالکل جائز ہے۔ (بہارِ شریعت، ۳/ص ۲۱۳، ماخوذًا) ☆ محمد بخش، احمد بخش، پیر بخش اور اسی قسم کے دوسرے نام رکھنا جس میں نبی یا ولی کے نام کے ساتھ بخش کا لفظ ملایا گیا ہو، بالکل جائز ہے (کہ اصل دینے والا صرف اور صرف اللہ پاک ہی ہے، اللہ پاک جسے چاہے اختیار دے تو اللہ پاک کے اختیار دینے سے ہی کوئی نبی ولی دے سکتا ہے)۔ (بہارِ شریعت، ۳/۲۱۴) ☆ طٰہٰ، یٰسین نام نہ رکھے جائیں کہ یہ الفاظ مُقَطَّعاتِ قُرآنیہ میں سے ہیں جن کے معانی معلوم نہیں۔ (بہارِ شریعت، ۳/۲۱۳) ☆ جو نام بُرے ہوں اُنہیں بدل کر اچھے نام رکھنے چاہئیں۔ (بہارِ شریعت، ۳/۲۱۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی دو کُتُب، **بہارِ شریعت** حصّہ 16 (312 صفحات) اور 120 صَفحات کی کتاب **"سُنّتیں اور آداب"** اور امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے **"101 مدنی پھول" اور "163 مدنی پھول"** ھدِیَّۃً حاصِل کیجئے اور پڑھئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد